روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۶۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۶/۴۱ | بدھ ۲۱۔ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۹۔ صلح ۱۳۷۰ہش، ۹۔ جنوری ۱۹۹۱ء | نمبر ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیاست میں عدل کو روشناس کرائیں

"امن عامہ کے قیام کی خاطر یا امنِ عالم کے قیام کی خاطر آج صرف جماعت احمدیہ ہے جس نے صحیح خطوط پر ایک عالمی جہاد کی بناء ڈالنی ہے۔ اس لئے میں آپ سب کو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دنیا سے تعصّبات کے خلاف جہاد شروع کریں۔ اور دنیا سے ظلم و ستم کو مٹانے کے لئے جہاد شروع کریں۔ سیاست سے عدل کو روشناس کرانے کے لئے جہاد شروع کریں"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

" خَلق اور خُلق دو لفظ ہیں۔ خَلق تو ظاہری حسن پر بولا جاتا ہے اور خُلق باطنی حُسن پر بولا جاتا ہے۔ باطنی قوٰی جس قدر مثل عقل، فہم، سخاوت، شجاعت، غضب وغیرہ انسان کو دیئے گئے ہیں۔ ان سب کا نام خُلق ہے اور عوام الناس میں آجکل جسے خُلق کہا جاتا ہے۔ جیسے ایک شخص کے ساتھ تکلّف کے ساتھ پیش آنا اور تصنّع سے اس کے ساتھ ظاہری طور پر بڑی شیریں الفاظی سے پیش آنا تو اسکا نام خُلق نہیں بلکہ نفاق ہے۔

خُلق سے مراد یہ ہے کہ اندرونی قوٰی کو اپنے اپنے مناسب مقام پر استعمال کیا جائے جہاں شجاعت دکھلانے کا موقعہ ہو وہاں شجاعت دکھاوے۔ جہاں صبر دکھانا ہے۔ وہاں صبر دکھائے جہاں انتقام چاہیئے وہاں انتقام لے۔ جہاں سخاوت چاہیئے وہاں سخاوت کرے۔ یعنی ہر ایک محل پر ہر ایک قوٰی کو استعمال کرے۔ نہ گھٹایا جائے نہ بڑھایا جائے۔ یہاں تک کہ عقل اور غضب بھی جہاں تک کہ اس سے نیکی پر استقامت کی جاوے۔ خُلق ہی میں داخل ہے۔ اور صرف ظاہری حواس کا نام ہی حواس نہیں ہے بلکہ انسان کے اندر بھی ایک قسم کے حواس ہوتے ہیں۔ ظاہری حواس تو حیوانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک بکری گھاس کھا رہی ہے اور دوسری بکری آجائے تو پہلی بکری کے اندر یہ ارادہ پیدا نہ ہوگا کہ اسے بھی ہمدردی سے گھاس کھانے میں شریک کرے۔ اسی طرح شیر میں اگرچہ زور اور طاقت تو ہوتی ہے مگر ہم اُسے شجاع نہیں کہہ سکتے کیونکہ شجاعت کے واسطے محل اور بے محل دیکھنا بہت ضروری ہے۔ انسان اگر جانتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص سے طاقت مقابلہ کی نہیں ہے یا اگر مَیں وہاں جاؤں گا تو قتل ہو جاؤں گا تو اس کا وہاں نہ جانا ہی شجاعت میں داخل ہے اور پھر اگر محل اور موقعہ کے لحاظ سے مناسب دیکھے کہ میرا وہاں جانا ضروری ہے۔ خواہ جان خطرہ میں پڑتی ہو تو اس مقام پر جانے کا نام شجاعت میں داخل ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۲۶-۳۲۷)

اطفال کے مطالعہ کیلئے کتاب

○ جنوری میں اطفال کے لئے کتاب "سمندر کے عجائبات" مقرر ہے۔ ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ اطفال سے اس کتاب کا مطالعہ کروا کر مرکز میں رپورٹ کریں۔

سیکرٹری تعلیم

تمام احمدی گھرانے بڑی ہمت اور جدّوجہد کے ساتھ نمازی پیدا کرنے کی کوشش کریں

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"بعض گھروں میں بے نمازوں کی فیکٹریاں ملتی ہیں یعنی جو بھی وہاں پیدا ہوتا ہے بے نمازی ثابت ہوتا ہے تو سوال یہ ہے کہ خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ یا دیگر تنظیمیں ان لوگوں کو کس طرح سنبھالیں؟ جب مَیں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ قرآن کریم پہلی ذمہ داری تنظیموں پر نہیں ڈالتا بلکہ پہلی ذمہ داری گھروں پر ڈالتا ہے اور یہ ایک بڑا ہی گہرا اور پُر حکمت نکتہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر گھر اپنے بچوں کی نماز کی حفاظت نہیں کریں گے تو بیرونی دنیا لاکھ کوشش کرے وہ اس قسم کے نمازی پیدا نہیں کر سکتی جو گھر کی تربیت کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ پس مَیں تمام گھروں کو یہ تلقین کرتا ہوں کہ وہ بڑی ہمت اور جدوجہد کے ساتھ نمازی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ہمارے ماضی میں جو نیک مثالیں ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں ان کی پیروی کریں۔ بہت سی مثالوں میں سے مَیں ایک مثال اپنے چھوٹے پھوپھا جان حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب کی دیتا ہوں۔ ان کو نماز سے بلکہ نماز با جماعت سے ایسا عشق تھا کہ لوگ بعض بیماری کے عذر کی وجہ سے بیت الذکر نہ جانے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن وہ بیماری کے باوجود بیت الذکر جانے کے بہانے ڈھونڈا کرتے تھے۔ دل کے مریض تھے۔ ڈاکٹر نے بشدّت منع کیا ہوا تھا کہ حرکت نہیں کرنی لیکن اس کے باوجود آپ ایک WHEEL CHAIR میں بیٹھ کر (پہیوں والی کرسی جس پر بیٹھ کر مریض خود اپنے ہاتھوں سے اسکے پہیّے گھماتا ہے) رتن باغ لاہور جہاں نمازیں ہوتی تھیں (اس وقت بیت الذکر نہیں تھی۔ اس لئے رتن باغ کے صحن میں نمازیں ہُوا کرتی تھیں) باقاعدگی کے ساتھ وہاں پہنچا کرتے تھے۔ جب بیت الذکر گھر سے دُور ہوگئی تو اپنے گھر کو بیت الذکر بنا لیا اور اِرد گرد کے لوگوں کو دعوت دی کہ تم پانچوں وقت نماز کے لئے میرے گھر آیا کرو اور دارالذکر کے جس قدر حقوق عائد ہوتے ہیں، ان سب کو ادا کرتے تھے۔ یعنی جب انہوں نے یہ اعلان کیا کہ میرا گھر بیت الذکر ہے تو پانچوں نمازوں کے لئے آپ کے گھر کے دروازے کھُلے رہتے تھے۔ صبح کے وقت نماز کا آنا تھا تو دروازے کھُلے ہوتے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے لئے آتا تھا تب بھی دروازے کھُلے ہوتے تھے اور دوپہر کو بھی دروازے کھُلے رہتے تھے۔ پھر نمازیوں کے لئے وضو کا انتظام تھا اور دیگر سہولتیں بھی مہیّا تھیں۔ یہ سب کچھ آپ اس لئے کرتے تھے کہ آپ کو نماز با جماعت سے ایک عشق تھا۔ اور یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ کسی حالت میں بھی آپ کی کوئی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے رہ جائے۔ چنانچہ آپ کی اولاد میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز کی بڑی پابندی پائی جاتی ہے۔ یہ صرف ایک نمونہ ہے۔ جس کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۔ نومبر ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۹۔ صلح ہش ۱۳۷۰   ۹۔ جنوری ۱۹۹۱ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

۱ــــ مَیں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ مہربان ہو جائے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ ناراض ہو تو پھر کوئی بھی کام نہیں آسکتا

۲ــــ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں صاف ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ توبہ صدقِ دل اور خلوصِ نیّت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغابازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔

۳ــــ اپنے ہاتھ سے پاؤں سے آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعائیں مانگتے رہو۔

۴ــــ نوعِ انساں پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔

۵ــــ یہ بالکل سچّی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے انہیں امیروں کی امیری اور تموّل پر رشک نہیں کرنا چاہیئے۔

۶ــــ انسان ایک کارِ خیر کے لئے جب نیّت کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ پھر اس میں کسی قسم کا فرق نہ لاوے۔

۷ــــ جب کوئی دوست مجھ سے جُدا ہونے لگتا ہے مجھے سخت قلق ہوتا ہے اور درد محسوس ہوتا ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ خدا جانے زندگی کا بھروسہ نہیں۔ پھر ملاقات نصیب ہوگی یا نہیں۔

۸ــــ جو خدا کے بندے ہوتے ہیں ان میں خوشبو اور برکت ہوتی ہے۔ فریب اور مکر سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی۔

۹ــــ انسانی زبان کی بے باکی اس اَمر کی دلیل ہے کہ اس کا دل سچّے تقویٰ سے محروم ہے۔

۱۰ــــ اگر وسیع نظر سے دیکھا جاوے تو کوئی بھی دُکھ سے خالی نہیں۔ ہر مخلوق کو علی قدر مراتب اس میں سے حصّہ لینا ہی پڑتا ہے۔ البتہ کسی کو کسی رنگ میں اور کسی کو کسی رنگ میں۔

یہ خط ہے مگر نصف ملاقات سے بڑھکر
ہر لفظ سے ملتا ہے مجھے لُطفِ ملاقات
دھڑکن مرے دل کی اُنہیں کہتی ہے بہت کچھ
لگتا ہے کہ وہ کان میں کہتے ہیں کوئی بات

ابوالاقبال

○

لب پر جو حرفِ التجا ہوگا
وُہ خودی کا ہی مرثیہ ہوگا

میرا سَر، اُن کا نقشِ پا ہوگا
اور دیوانگی میں کیا ہوگا

کہکشاں گردِ راہ ہے جس کی
خُود کہاں تک پہنچ گیا ہوگا

ہوگئی کیوں سیاہ فردِ عمل
کوئی تو ہم کو دیکھتا ہوگا

اب تو محشر بپا نہیں دل میں
دل ہے آخر، بَہل گیا ہوگا

ہے ابھی ناشگفتہ دل کی کلی
موسمِ گُل تو آ گیا ہوگا

دل کو کیا ڈھونڈتے ہو پہلو میں
ایک شعلہ تھا بُجھ گیا ہوگا

اُن کے دَر تک پہنچ ہی جائیں گے
کوئی تو راستہ کھُلا ہوگا

شہرِ جاناں میں گھُوم کر دیکھیں
کوئی تو اپنا آشنا ہوگا

رُوح جب جسم سے جُدا ہوگی
آدمی دَرد سے رہا ہوگا

آپ کا حال دیکھ کر محمودؔ
عشق میں کون مُبتلا ہوگا

ڈاکٹر محمود الحسن

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر فرمان فتحپوری

تحریک پاکستان کا ثقافتی پس منظر

مسلمانوں کے عہد تک پورے برصغیر کی تہذیبی و ثقافتی و عدالتی زبان فارسی تھی۔ فارسی کو ایک ایسے رابطہ کی زبان کی حیثیت حاصل تھی جس کے اندر مسلمان اپنے اندر ملی وحدت کو کسی نہ کسی طور برقرار رکھ سکتے تھے اور اپنے بعض مسائل کا حل بھی تلاش کر سکتے تھے لیکن انگریزوں کا مقصد چونکہ مسلمانوں کو سماجی اور اقتصادی طور پر کمزور تر کر کے ان کی انفرادیت و اجتماعیت کو ہر طرح ختم کرنا تھا اس لئے دیسی زبان کو فروغ دینے کے بہانے ۱۸۳۶ء میں فارسی زبان کو ہٹا کر اردو کو سرکاری زبان بنانے کا اعلان کیا گیا۔

تعلیم انگریزی میں

یہ محض ایک شعبدہ تھا اور اس کا مقصد مسلمانوں کی اس ناراضگی کا سدباب کرنا تھا۔ جو فارسی کو ختم کرنے سے پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے جس وقت یہ حکم جاری ہوا اسی وقت میکالے کی وہ تعلیمی یادداشت منظر عام پر آئی جس میں کہا گیا تھا کہ

ہندوستان میں ساری تعلیم "انگریزی" میں ہونی چاہیئے۔ اور جس کا مقصد ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا تھا جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو۔ لیکن ذوق فکر و نظر اور اخلاق و حکمت و دانش کے اعتبار سے انگریز ہو۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے عہد میں (بقول رام گوپال) جس طرح فارسی کو اختیار کر لیا تھا۔ اسی طرح انگریزی کو بھی بلا تامل قبول کر لیا۔ لیکن مسلمانوں کے لئے یہ فیصلہ بڑے دور رس نتائج کا حامل تھا۔ انہوں نے خیال کیا (یہ خیال کچھ ایسا غلط نہ تھا) کہ انگریزی تعلیم کو رائج کرنا مسلمانوں کی ثقافت کو ختم کرنے اور ان کے مذہب کو آلودہ کرنے کی دانستہ کوشش ہے چنانچہ وہ انگریزی زبان سے دور دور رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

۸۱-۱۸۸۰ء میں جہاں انگریزی ہائی سکولوں میں ۳۶۶۸۶ ہندو طلبہ زیر تعلیم تھے۔ وہاں ان کے مقابلہ میں مسلمان طلبہ کی تعداد ۳۶۳ تھی۔ (انڈین مسلمز صہ۳۴)

سارا غصہ مسلمانوں پر

مسلمانوں کی بربادی میں جو تھوڑی بہت کسر تھی وہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے نے پوری کر دی۔ مسلمان چونکہ اورنگ زیب سے لے کر ٹیپو سلطان تک برابر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی وہ آگے آگے رہے۔ اس لئے انگریزوں نے سارا غصہ انہی پر اتارا۔ ملازمت۔ تجارت۔ تعلیم۔ صنعت و حرفت اور معاش کے سارے دروازے ان پر ایک ایک کر کے بند کر دیئے گئے۔ ہندوستان پر "ایسٹ انڈیا کمپنی" کی بجائے براہ راست تاج برطانیہ کا راج قائم ہو گیا۔ اب حکومت کی نئی حکمت عملی جن اصولوں کے تحت مرتب کی گئی اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے بیانات ذیل کو دیکھئے۔ گورنر جنرل لارڈ النبرا نے کہا

"میں اس عقیدے کی طرف سے آنکھ بند نہیں کر سکتا کہ یہ قوم (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری مخالف ہے اس لئے ہماری صحیح پالیسی یہ ہے کہ ہم ہندوؤں کو اپنا طرفدار بنائیں۔

(بحوالہ حالی کا سیاسی شعور صہ۳)

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے ۱۸۷۰ء میں لکھا۔

مسلمانان ہندوستان اب اور اس سے بہت عرصہ پہلے بھی ہندوستان کی انگریزی حکومت کے لئے ایک مستقل خطرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی نہ کسی وجہ سے وہ ہمارے طور طریقوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ اور ان تمام تبدیلیوں کو جن میں زمانہ ساز ہندو بڑی خوشی سے حصہ لے رہے ہیں۔ مسلمان اپنے لئے بڑی قومی بے عزتی تصور کرتے ہیں۔

(بحوالہ ہمارے ہندوستانی مسلمان (اردو ترجمہ صہ۹) یہ تھے مسلمانوں کے متعلق انگریزوں کے وہ تصورات جن کو ذہن میں رکھ کر برطانوی سامراج نے ۱۸۵۷ء کے بعد برصغیر پر حکمرانی کی۔ ہندوؤں کو ہر طرح آگے بڑھایا گیا اور مسلمانوں کو دانستہ ہر شعبہ حیات میں نہ صرف نظر انداز کیا گیا۔ بلکہ ان کی زندگی ہر اعتبار سے ضیق میں کر دی گئی۔ اور اس حد تک کہ ہنٹر جیسا مسلمان دشمن انگریز بھی اپنی کتاب کے آخری حصے میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ

"مسلمانوں کے ساتھ سخت ناانصافی کی جا رہی ہے"۔

ہندو ذہنیت میں تبدیلی

نتیجتاً چھ۶ برسوں کے اندر ہی ہندوؤں کی ذہنیت میں کچھ تبدیلی آگئی اور ان میں حکومت کی شہ پر کچھ ایسا احساس برتری رونما ہوا کہ وہ خود کو ایک ارفع و اعلیٰ قوم اور مسلمانوں کو ادنیٰ و حقیر خیال کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ۱۸۵۷ء کے صرف دس سال بعد ۱۸۶۷ء میں انہوں نے حکومت سے یہ مطالبہ کرنا شروع کر دیا کہ

"سرکاری دفتروں اور عدالتوں میں اردو کی بجائے ہندی کو ناگری رسم الخط میں رواج دیا جائے"

اس پر سر سید احمد خاں نے۔ جو اس سے پہلے تک ہندو مسلم اتحاد کے بڑے حامی تھے۔ تعجب و تاسف کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ

"اب ہندو اور مسلمان قومیں ہندوستان میں مل کر نہیں رہ سکتیں"

قومیت کی تشکیل

یہ بحث اردو ہندی کے مسئلہ سے شروع ہوئی تھی اور آخر تک کسی نہ کسی طور اس سے منسلک رہی۔ وجہ یہ ہے کہ قوم اور قومیت کی تشکیل و تعمیر میں دوسرے عناصر کے ساتھ زبان نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خاص طور پر جمہوری نظام میں جہاں حکومت کا حق افرادی اکثریت رکھنے والی قوم کو ہوتا ہے۔ زبان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ جمہوری انتظام کو کامیابی سے چلانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ جس قوم کے افراد کے ہاتھوں میں حکومت کی باگ ڈور ہو۔ ان میں ایک طرح کی ذہنی۔ جذباتی اور ثقافتی یگانگت بھی پائی جاتی ہو۔ اس یگانگت کے بغیر جمہوری حکومت اور اس کے ادارے بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے عزائم اور فیصلے بے اثر اور ان کی ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس قسم کی قومی یگانگت جو آزادی اور آزاد مملکتوں کی ضمانت دے سکے بالعموم قومی زبان سے پیدا ہوتی ہے۔ قوم بغیر قومی زبان کے گونگی اور بے وقعت اور زبان بغیر قوم کے غیر مؤثر اور بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ مولوی عبدالحق نے بہت صحیح کہا ہے کہ

زبان اگرچہ مخلوق ہے۔ یعنی انسان کے عمل و سعی کا نتیجہ ہے لیکن اس کے ساتھ وہ خالق بھی ہے۔ یعنی وہ خیالات کے پیدا کرنے اور سمجھانے میں بھی مدد دیتی ہے جن کے پاس زبان نہیں ہے۔ ان کے پاس خیال بھی نہیں۔ جن کی زبان محدود ہے ان کے خیالات بھی محدود ہیں اسے معمولی چیز نہ سمجھنا چاہیئے۔ ہماری معاشرت اور تمدن کے ہر شعبے کے رگ و پے میں پڑی ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے تمدن و تہذیب کو بچانا اور مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی زبان کو بچانا اور مضبوط کرنا لازم ہے۔ اگر ہم اپنے خیالات کو وسیع اور اعلیٰ بنانا چاہتے ہیں۔ تو زبان کو وسعت اور ترقی دینا ہمارا فرض ہے۔ یہ قدرت کی ان چند نعمتوں میں سے ہے جو زندگی کو خوشگوار اور برتر بنانے میں مدد دیتی ہیں"

(بحوالہ روئیداد کل ہند اردو کانفرس انجمن ترقی اردو دہلی۔ صہ۵۲ ۱۹۳۹ء)

اس لئے انیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں جیسے ہی برصغیر پاک و ہند میں آزادی اور مقامی خود مختاری کے آثار نمودار ہونے لگے۔ قوم اور قومی زبان کے سوالات بھی پیدا ہو گئے۔

لارڈ رپن کا اعلان

۱۸۸۰ء میں لارڈ رپن ہندوستان کے وائسرائے مقرر ہوئے۔ انہوں نے ۱۸۸۲ء میں پہلی مرتبہ حکومت برطانیہ کی برطرفی کا اعلان کیا کہ ہندوستان کے انگریزی تعلیم یافتہ طبقے رفتہ رفتہ حکومت کے کاموں میں شریک کئے جائیں گے اور مقامی خود مختاری کے اداروں میں انہیں نمائندگی دی جائے گی۔ ("دی بیسک کمنٹس" صہ۲۳)

ہندو چونکہ مسلمانوں کی نسبت اقتصادی۔ سیاسی اور تعلیمی اعتبار سے زیادہ ترقی یافتہ اور باشعور تھے۔ اس لئے انہوں نے ۱۸۸۲ء کے اعلان سے فائدہ اٹھانے کے لئے بہت جلد یعنی ۱۸۸۵ء میں "انڈین نیشنل کانگرس" کے نام سے انگریزوں کے اشارے پر ایک سیاسی جماعت بنا لی۔ تاکہ کسی وقت اگر ہندوستان جمہوری بنیادوں پر آزاد ہو تو ہندو ہی "من حیث القوم" اس کے حاکم و وارث رہیں اور مسلمان اقلیتی فرقہ کے طور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر اُن کی حکومت میں زندگی بسر کریں۔ چنانچہ کانگرس نے یہ دعویٰ کیا کہ "انڈین نیشنل کانگرس میں لفظ نیشنل" کی شمولیت کا مقصد ہندوؤں کے نزدیک پہلے ہی دن سے یہ تھا کہ ہندوستان میں صرف ایک قوم بستی ہے۔" انڈین نیشنل کانگرس جو سیاسی و ثقافتی ہر قسم کے امور میں اس کی نمائندگی کرتی ہے۔"

ایک نہیں دو قومیں

سر سید احمد خاں نے اپنی غیر معمولی فراست اور تجربے کی بنا پر کانگرس کی چال کو شروع ہی سے بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے مختلف موقعوں پر کھلے لفظوں میں یہ بات کہی کہ ہندوستان میں ایک نہیں بلکہ ہندو اور مسلمان دو بڑی قومیں بستی ہیں بعد کے ممتاز مسلمان رہنماؤں نے بھی قومیت اور قوم کے بارے میں یہی موقف اختیار کیا۔ لیکن ہندوؤں نے اکثریتی قوت کے زعم اور اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر ان کی رائے کی کوئی پروا نہ کی اور قیام پاکستان کے چند روز پہلے تک ہندو رہنما خود کو ہندو اور مسلمان دونوں کا رہنما کہتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۴ء میں جبکہ ہندوستان کی آزادی کے دن بہت قریب آ گئے تھے، گاندھی جی نے قائدِ اعظم کو ایک خط میں لکھا۔

"ہماری گفتگو کے دوران آپ نے بڑی سرگرمی کے ساتھ دعویٰ پیش کیا ہے کہ ہندوستان میں دو قومیں آباد ہیں۔ یعنی ہندو اور مسلمان۔ اور یہ کہ اول الذکر کے وطنی علاقے بھی ہندوستان میں واقع ہیں۔ یہ استدلال جس قدر آگے بڑھتا ہے اسی قدر آپ کی تصویر میرے لئے تردد انگیز بنتی جاتی ہے۔ اگر یہ تصویر حقیقی ہوتی تو بہت دلکش ہوتی۔ لیکن میرا اندیشہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے کہ یہ تصویر قطعاً غیر حقیقی ہے۔ اور مجھے تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ اپنا مذہب تبدیل کرنے والی جماعت اور اس کی بعد کی نسلوں نے اصل حقیقت سے الگ ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اگر اسلام سے پہلے ہندوستان ایک قوم تھا تو اس کے باشندوں کی کثیر تعداد کے مذہب تبدیل کرنے کے باوجود بھی اسے ایک ہی قوم رہنا چاہیئے۔ ایک ہندوستانی مسلمان کو کسی دوسرے ہندوستانی سے ممتاز کرنے والی چیز مذہب کے علاوہ اور کیا ہے۔ کیا وہ کسی ترک اور عرب سے مختلف ہوتا ہے۔"

(جناح گاندھی گفت و شنید ص ۶۵)

قائدِ اعظم کا جواب

گاندھی جی کے جواب میں قائدِ اعظم نے لکھا "ہمارا دعویٰ ہے کہ قومیت کی ہر تعریف اور معیار کی رو سے مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں، ہماری قوم دس کروڑ انسانوں پر مشتمل ہے۔ اور مزید برآں یہ کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں جو خاص تہذیب و تمدن ۔ زبان و ادب فنون و تعمیرات ۔ رسم و اصطلاحات رسم و رواج ۔ نظام و تقویم ۔ تاریخ و روایات اور رجحانات و عزائم رکھتی ہے۔ اور زندگی کے لئے ہم ایک ممتاز تصور رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے تمام اصولوں کے مطابق ہم ایک قوم ہیں۔"

(خطبات عبدالحق ص ۳۴۵ مطبوعہ انجمن ترقی اردو ۱۹۵۲ء)

دو قومی نظریے کے داعی

اس پس منظر میں برصغیر کی ہندو مسلم سیاست میں دو قومی نظریے کے اولین داعی سر سید احمد خاں تھے اور سر سید کی اس دعوت کا اولین محرک "ہندی اردو" کا وہ تنازعہ تھا جو ۱۸۵۷ء کے بعد ہندو اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور تکرار کا خاص موضوع بن گیا تھا۔ بات یہ تھی کہ ہندوستان میں انگریزوں کے سیاسی تسلط کے بعد ہندوؤں میں جیسے ہی اپنی قومیت کے احیاء کی تحریک شروع ہوئی۔ انہیں اس قومیت کے لئے ایک جداگانہ قومی زبان کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔ مولوی عبدالحق نے "انجمن حمایت اسلام" لاہور ۱۹۴۱ء کے خطبہ صدارت میں صحیح کہا تھا کہ

"ملک کی بدقسمتی کہ انگریزی تسلط کے بعد بعض اسباب کی بنا پر جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ ہندی والوں کو ایک نئی قومیت کی سوجھی، جس کی بنیاد قدیم مذہب اور قدیم تہذیب و زبان پر تھی۔ اس نئی قومیت کے لئے نئی زبان کی ضرورت داعی ہوئی۔ کیونکہ قومیت کا رشتہ زبان ہی سے مضبوط ہوتا ہے۔"

اردو کے مقابلہ میں ہندی

چنانچہ ہندوؤں نے یہ شوشہ چھوڑ کر کہ "اردو" صرف مسلمانوں کی زبان ہے اس کے مقابلہ میں ہندی کو لا کھڑا کیا ورنہ اردو کو ایک مدت سے (جیسا کہ زبان و ادب کے متعدد عالموں نے اعتراف و اظہار کیا ہے) برصغیر پاک و ہند میں "لینگوا فرینکا" (LINGUA FRANKA) کی حیثیت حاصل تھی۔ اس کی پیدائش چونکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے ملاپ کے نتیجہ میں ہوئی تھی۔ اسی لئے ہزار اختلاف کے باوجود دونوں قوموں کے درمیان اردو ہی اتحاد و ارتباط کی سب سے اہم اور واضح نشانی خیال کی جاتی تھی۔ اس کی تعمیر و ارتقاء میں ہندو مسلمان اور دوسری علاقائی قومیتیں برابر شریک رہی ہیں۔ اور عملاً آج بھی صورت حال یہی ہے، اس کے ادیبوں اور شاعروں کی فہرست میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندو۔ عیسائی۔ جین۔ سکھ اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے نام بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ مولوی وحید الدین سلیم نے جس تہذیب کو "ہند المالی" (ہندو مسلمان تہذیب) کا نام دیا تھا۔ اس کی واحد ترجمان اردو ہی تھی۔ اسی کی بدولت ہندو اور مسلمان دو الگ الگ مذہبی و تہذیبی خصوصیات کے مالک ہوتے ہوئے بھی تمدنی زندگی کے مضبوط رشتے میں بندھے ہوئے تھے۔ اور بھائیوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔

مسلمان حکمران اگرچہ عربی، فارسی اور ترکی بولتے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے لیکن چونکہ انہوں نے دوسرے فاتحین کے برعکس یہیں رہنا پسند کیا اور ہندوستان کو اپنا مستقل وطن بنا لیا تھا۔ اس لئے انہوں نے مقامی باشندوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی غرض سے اپنے ساتھ لائی زبانوں کو رفتہ رفتہ خیرباد کہا اور روزمرہ کی زندگی میں اس مخلوط زبان کو اپنا لیا۔ جو اردو کے نام پر ہندوستان کی دوسری بولیوں کے طرز پر نمودار ہوئی تھی۔ حکمتوں کے ساتھ اس قسم کی رواداری اور قربانی کی مثال دوسری حاکم قوموں میں مشکل ہی سے ملے گی۔ لیکن اس رواداری اور ایثار کے باوجود چونکہ اردو نے مسلمانوں کے عہد میں جنم لیا تھا۔ مسلمانوں کے زیر سایہ پروان چڑھی تھی اور مسلمانوں کی تہذیبی زندگی کا اس پر گہرا اثر تھا۔ اس لئے ہندوؤں کے بڑھتے ہوئے جذبۂ قومیت نے اسے بھی تعصب و نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور مسلمانوں کے وجود کے ساتھ اردو بھی اُن کی نظروں میں کھٹکنے لگی۔

ایک نئی مخلوط زبان

چنانچہ اُنہوں نے یہی کیا اور اُن کے اس عمل کے نتیجہ میں عربی و فارسی اور مقامی زبانوں کے ملاپ سے ایک نئی مخلوط زبان بن گئی۔ یہی زبان آگے چل کر ہندو مسلمان دونوں کی روزمرہ کی زبان قرار پائی۔ بقول ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی :۔

"جسے اردو کہتے ہیں وہ نہ تو خالص پراکرت ہے اور نہ خالص فارسی۔ بلکہ ایک ایسی زبان ہے جو بیرونی اور دیسی زبانوں کے اختلاط سے وجود میں آئی ہے۔"

(برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ ص ۱۱۵)

اس نئی زبان میں (بقول ڈاکٹر تاراچند) کچھ ایسی کشش تھی۔ کہ وہ بہت جلد سب کی توجہ کا مرکز بن گئی۔ صوفیائے کرام نے اس سے تبلیغ کا کام لے کر اور بھی مقبول بنا دیا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی تک اس نے ایسی ترقی کر لی۔ کہ اس کی علمی و ادبی محفلیں ملک کے ہر صوبے اور گوشے میں جم گئیں۔"

جارحانہ تحریکیں

اردو کی یہ مقبولیت اور ہردلعزیزی ان ہندوؤں کو بہت شاق گزری جنہوں نے انیسویں صدی کے آغاز میں ہندو قومیت کی جارحانہ تحریکوں کو جنم دے کر ہندوستان برائے ہندو کا خواب دیکھا اور اردو کے خلاف محاذ قائم کر کے ہندو مسلم اتحاد و تہذیب کی اس عمارت ہی کو ڈھا دینے کی کوشش شروع کر دی۔ جو صرف اردو زبان کی اساس پر قائم تھیں۔ پھر جیسے جیسے اردو ہندی کا تنازعہ بڑھتا گیا۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلاف کی خلیج بھی وسیع ہوتی چلی گئی۔

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے۔ کہ انیسویں صدی کے آغاز تک ہندو مسلمان بھائیوں کی طرح مل جل کر رہ رہے تھے۔ مذہبی عقائد و رسوم اور تہذیب و تمدن کے بعض بنیادی اختلافات کے باوجود وہ نہ تو ایک دوسرے پر اپنی مذہبی و ثقافتی برتری

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ــــــــــ نون ۔ سین

چین میں جاپانی بچے

۱۹۴۵ء میں جب سوویت یونین کی فوجیں چین پر چڑھ دوڑیں تو جو جاپانی وہاں مقیم تھے وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگ اٹھے اور اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو جنہیں وہ آسانی سے ساتھ نہیں لے جاسکتے تھے چینیوں کے سپرد کر گئے۔ ایک لمبے عرصے تک ان جاپانی بچوں کو پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ جاپانی ہیں اور انکے والدین انہیں چین میں چھوڑ کر جاپان چلے گئے تھے لیکن جب آہستہ آہستہ پتہ چلنے لگا تو انہوں نے جاپان جاکر اپنے والدین یا دیگر رشتہ داروں کی تلاش شروع کر دی۔ حال ہی میں ۳۸ لوگ جنکی عمر ۴۵ سال سے بھی زیادہ ہے اور جنہیں "جنگی یتیم" کہا جاتا ہے نے جاپان جاکر تلاش شروع کی۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ بغیر کسی کامیابی کے واپس آگئے پہلے صرف چار افراد ایسے تھے جنہیں اپنے رشتہ داروں کا کچھ پتہ چلا۔ ایک شخص زانگ جنگوئی ZHANG GINGUI جسکی عمر ۴۹ سال ہے نے بتایا ہے کہ انہیں ۱۹۸۷ء میں اس بات کا علم ہوا کہ وہ جاپانی ہیں۔ وہ اس وقت ٹوکیو میں ایک بہت بڑے "سٹور ورکر" کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔ اور انکے ساتھ ۳۷ افراد اور بھی تھے۔ جو اس بات کی انتظار میں تھے کہ انکے رشتہ دار آئیں اور انہیں اپنا لیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں تو ایسی بات کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں اور میرا سوتیلا باپ دونوں اس بات پر روئے۔ مجھے رونے کے ساتھ ساتھ کسی قدر خوشی بھی تھی اور میں یہ چاہتا تھا کہ میں جاپان میں بس جاؤں۔ یہ شخص جسکا نام زانگ ہے ہزاروں ایسے جاپانی بچوں میں سے ہے جنہیں انکے والدین نے جنگ کے اختتام پر چین ہی میں چھوڑ دیا تھا۔ خاص طور پر ان دو صوبوں میں جنہیں منچوریا کہا جاتا ہے۔ اور یہ وقت ہے جب کہ جاپان کی کوانگ ٹنگ فوج سوویت یونین کے سامنے بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔ بہت سے جاپانی بیویاں جو کہ زانگ کے والدین ہی کی طرح تھے اور جنکے پاس نہ کوئی ٹرانسپورٹ تھی اور نہ ہی حفاظتی اقدام کے لئے کوئی سامان۔ وہ اگست ۱۹۴۵ء میں وہاں سے بھاگ نکلے انہوں نے اپنے بچے چینی دوستوں کو دے دیئے۔ اور چینیوں نے مناسب جگہیں تلاش کر کے سوتیلے والدین کی حیثیت سے بچے ان کے سپرد کر دیئے خاص طور پر ایسے جوڑوں نے جن کے ہاں بچے پیدا ہونے کی کوئی امید نہیں تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اپنے والدین اور چچاؤں کے نام کا بھی علم نہیں تھا۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ جاپان پہنچے بھی تھے یا نہیں۔

اسوقت جاپانی اخبارات نے زانگ اور اسکے علاوہ ۳۸ اور افراد کی تصاویر شائع کی ہیں۔ اور تصاویر کے ساتھ انکے کچھ کوائف بھی۔ ان کوائف میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے خون کا گروپ کیا ہے۔ اور کیا انکے جسم پر کوئی پیدائشی نشان ہے یا نہیں۔ ان میں سے ہر ایک یتیم نے وڈیو ٹیپ پر اپنے کوائف بیان کئے تاکہ انہیں قومی ٹیلی ویژن پر نشر کیا جاسکے۔ ان میں سے ایک شخص یوشو پین کو اسکا بھائی مل گیا۔ اور وہ دونوں آپس میں مل کر خوب روئے بھی اور ہنسے بھی۔ اور ان باتوں کا بھی تذکرہ کیا جو یوشو پین کے وہاں چھوڑے جانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ "یو" نے صحافیوں کو بتایا اور اس وقت اس کے آنسو بہہ رہے تھے کہ میں بہت خوش ہوں میں اپنے جذبات کا اظہار بھی نہیں کر سکتا یعنی مجھے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں مل رہے۔

جہاں تک اس قسم کی ملاقاتوں کا تعلق ہے۔ یہ الگ الگ مختلف وجوہات کی بنا پر ہو جاتی ہیں۔ کہیں کوئی پرانی تصویر مل گئی کوئی پرانا خط مل گیا یا پرانا کاغذ کا ٹکڑا مل گیا یا کوئی اور ایسی چیز جس سے وہ ایکدوسرے کو پہچان لیتے ہیں کہ واقعی یہ میرا رشتہ دار ہے آن دن رو ـ ANN WEIYANRU کے پاس ایک نوٹ ہے جو اسکی ماں نے اسوقت لکھ دیا تھا جسوقت اس نے اپنے اس بچے کو ۱۹۴۵ء میں کسی کے سپرد کیا تھا۔ اس میں اس لڑکی کا نام لکھا تھا اس کا یوم پیدائش اور یہ الفاظ "میں اپنا دل آپکو دے رہی ہوں" آج سے کچھ سال پہلے تو ایسی بہت سی ملاقاتیں ہو جاتی تھیں۔ سب سے پہلے ۱۹۸۱ء میں ایک گروہ جاپان گیا تھا پھر فروری ۱۹۸۲ء میں ۶۰ افراد گئے تھے جن میں سے ۴۶ نے اپنے رشتہ داروں کو پالیا لیکن اس سال کے فروری میں ۴۶ میں سے صرف ۱۲ اس بات میں کامیاب ہوئے۔ اب تک جو سب سے آخری گروپ وہاں گیا ہے اسے سب سے کم کامیابی ہوئی ہے۔ اس سارے عرصے میں ۱۷۲۶ افراد نے کوشش کی ہے اور ان میں سے ۶۳۰ نے اپنے رشتے دار پائے ہیں۔

جب یہ خوش قسمت لوگ اپنی فیملیوں کے ساتھ ملاقات کے بعد جاپان میں رہائش اختیار کرتے ہیں تو جاپانی حکومت انہیں کچھ مالی امداد فراہم کرتی ہے اور چونکہ یہ صرف چینی زبان بول سکتے ہیں انہیں جاپانی زبان سکھائی جاتی ہے۔ لیکن چین سے اس عمر میں آکر جاپان میں رہنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کام تلاش کرنیکی مشکلات ہیں۔ زبان کی مشکل ہے۔ خاص طور ایسے لوگوں کی جو ۴۵۔۵۰ کے پیٹے میں ہیں۔ اگرچہ انکے بچے آسانی سے زبان سیکھ لیتے ہیں۔

ان میں سے بعض لوگ آکر اتنے پریشان ہوئے ہیں کہ انہوں نے خودکشی کو ہی چارہ کار جانا ہے۔ زانگ کہتے ہیں کہ انکی بیوی اور پانچ میں سے چار بچے تو چاہتے ہیں کہ جاپان ہی میں رہ پڑیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ انکی فیملی کا کوئی سراغ لگایا جاسکے۔ میں حیران ہوں کہ میں اب وہاں اپنی زندگی کو کس طرح ایڈجسٹ کر سکونگا۔ ہم کسی سے مانگ تانگ کر تو گذارا نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارے پاس گذارے کے لئے اپنے انتظامات ہونے چاہئیں اور اگر ہم یہاں اپنی زندگی کو ایڈجسٹ نہ کر سکے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ واپس جانا مشکل ضرور ہے لیکن ممکن ہے ناممکنات میں سے نہیں۔ اسی طرح ایک عورت جس کا نام ایلیا چین ہے کہا کہ وہ رہنا تو جاپان میں چاہتی ہے لیکن پریشان ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہوگا۔ یہ میری مادر وطن ہے۔ ـــــ جاپان نہ ہو تو میں زندہ نہیں رہ سکتی۔ میرے والدین مجھے سڑک پر چھوڑ گئے تھے اور کسی نے مجھ پر ترس کھا کر مجھے اٹھا لیا۔ ـــــ انہیں گذشتہ سال ہی اپنے والدین کا اپنے سوتیلے بھائی سے علم ہوا اس بھائی نے ۴۶ سال تک یہ بات مجھ سے اس لئے چھپائے رکھی کہ اگر اس نے مجھے بتادیا تو میرا اس سے تعلق ٹوٹ جائے گا۔ جب میں نے اپنے والدین کے متعلق سنا تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھی۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ یہاں میرے کوئی رشتے دار ہیں یا نہیں۔ اور میں انہیں پاسکوں گی یا نہیں۔ ایک اور شخص وانگ ہیں جو جاپان جانے سے بالکل نہیں گھبراتے وہ کہتے ہیں ہر جگہ زندگی ایک جیسی ہے اور میں جو چیز چاہوں وہ سیکھ سکتا ہوں اور اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر سکتا ہوں لیکن وہ اپنی امیدوں کو بڑھاوا نہیں دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والدین اگر زندہ ہوئے تو اس وقت ۸۰ سال کے ہونگے اور یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں۔

زانگ کہتے ہیں کہ یہاں تو ہم سب مظلوم ہیں میں ان جاپانی افراد کی مذمت نہیں کرتا جو ہمیں یہاں چھوڑ گئے۔ لیکن یہ ضرور کہونگا کہ یہ ایک فوجی قسم کا جرم ہے۔ اتنے لمبے عرصے کے بعد اپنے والدین یا دوسرے عزیز واقارب کی تلاش ایک موہوم سی بات ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ خون ہمیشہ پانی سے گاڑھا ہوتا ہے اور اگر کسی کو اپنا رشتہ دار مل جائے تو وہ چاہے ۴۰۔۴۵ سال کے بعد کیوں نہ ملے دل میں خوشی کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں ملکوں میں زندگی بہت حد تک مختلف ہونے کے باعث یہ لوگ اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے بعد انکے ساتھ زیادہ دیر رہ نہ سکیں اور ملاقات کی حسرت جلد ہی جدائی کے غم میں بدل جائے۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ ہر وہ بچہ جو والدین نے کسی مجبوری کے تحت چین میں چھوڑ دیا تھا۔ اپنے والدین اور بہن بھائیوں اور دیگر عزیز واقارب سے مل کر مسرت کی زندگی گذارے۔ آخر جب انہیں پتہ چل گیا ہے کہ جہاں وہ رہ رہے ہیں اور جن کے پاس وہ رہ رہے ہیں وہ ان کے خونی رشتہ دار نہیں ہیں تو انکے دل میں اس جذبے کا پیدا ہونا کہ وہ اپنے خونی رشتہ داروں کو تلاش کریں۔ نہایت قدرتی سا جذبہ ہے جس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا اور جس کو رد کرنا بھی کسی صورت مناسب نہیں سمجھا جاسکتا۔ ویسے ہے نا عجیب بات کہ لوگ دوسرے ملک میں اپنے بچے چھوڑ گئے اور اب انہیں ۴۵ سال کے بعد اس بات کا احساس ہوا ہے کہ وہ اپنے خونی رشتہ داروں کو تلاش کریں وہ جاپان کی گلیوں میں گھومتے ہیں۔ جاپان کے ہجوموں میں تلاش کرتے ہیں اور اخبارات ریڈیو اور ٹیلیوژن کے ذریعے اپنی کیفیات بیان کر کے ـــــ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا کرے۔

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں

"تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پادیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۸۶۰ میں صغریٰ بیگم زوجہ ملک خلیل احمد عابد قوم چغتائی پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال بیعت ۱۷/۱/۹۰ ساکن گوٹھ عنایت اللہ P/O ڈھرکی ضلع سکھر سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱۱/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۶ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) طلائی بالیاں ۱/۲ تولہ انگوٹھی ۱/۲ تولہ مالیتی ۲۴۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۵,۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۶ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ صغریٰ بیگم زوجہ ملک خلیل احمد عابد گوٹھ عنایت اللہ ڈھرکی ضلع سکھر گواہ شد نمبر ۱ مبارک احمد ناصر مربی سلسلہ وصیت نمبر ۲۳۶۹۲۔ گواہ شد نمبر ۲۔ ملک خلیل احمد عابد خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۰۳۶۲۔

مسل نمبر ۲۷۸۶۱ میں نبیلہ رفیق زوجہ رفیق احمد فوزی قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناروے بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷/۵/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) پلاٹ ۷ ۱/۲ مرلہ ۲۸/۱۸ دارالرحمت شرقی ب ربوہ (۲) طلائی زیورات ۹ ۱/۲ تولہ مالیتی ۱۹۰۰۰/- روپے (۳) ایک سونے کی زنجیر چھلہ اور دو بالیاں وزنی چالیس گرام مالیتی ۲۰۰/- £ اسٹرلنگ (۴) سچے موتیوں کا سیٹ مالیتی ۱۰۰/- £ اسٹرلنگ (۵) حق مہر ۴۰۰۰/- نائرے (نائیجرین) بذمہ خاوند محترم۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۴۹۹/- کراؤن نارویجن ماہوار بصورت سوشل الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ نبیلہ رفیق زوجہ رفیق احمد ناروے۔ گواہ شد نمبر ۱۔ رفیق احمد فوزی خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ نعمت اللہ جاوید ولد عنایت اللہ صاحب ناروے۔

مسل نمبر ۲۷۸۶۲ میں خدیجہ سلطانہ احمد زوجہ چوہدری نصیر احمد صاحب قوم وینس پیشہ امور خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوپن ہیگن ڈنمارک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) پلاٹ برقبہ ایک کنال واقع دارالنصر غربی ربوہ مالیتی ۱۰۰,۰۰۰/- روپے (۲) پلاٹ ۵۹/۱۴ برقبہ ایک کنال واقع دارالعلوم شرقی ربوہ مالیتی ۲۲,۰۰۰/- روپے (۳) زیورات طلائی دس تولہ مالیتی ۳۲,۰۰۰/- روپے کل جائیداد مالیتی ۱,۵۴,۰۰۰/- روپے حق مہر ۵۰۰/- روپے وصول شدہ۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- ڈینش کراؤن ماہوار بصورت جیب خرچ از خاوند محترم مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ خدیجہ سلطانہ احمد کوپن ہیگن ڈنمارک گواہ شد نمبر ۱۔ سید بشیر احمد ڈنمارک گواہ شد نمبر ۲۔ نصیر احمد ڈنمارک۔

مسل نمبر ۲۷۸۶۳ و FADHULLAH S/O MAYANOELLAH پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت ۱۹۸۶ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ نقد رقم ۹۰,۰۰۰/- روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد FADHULLAH S/O MAYANOLLAH. انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ MAYANOELLAH والد موصی۔ گواہ شد نمبر ۲ عطاء الرزاق وصیت نمبر ۲۶۵۶۰۔

مسل نمبر ۲۷۸۶۴ میں سلامت ولد عبدالرحمن صاحب پیشہ طالب علم جامعہ عمر ۲۳ سال بیعت ۱۹۷۹ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰۰/- روپے ماہوار مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سلامت ولد عبدالرحمن صاحب انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر ۱ سیوطی عزیز احمد SY انڈونیشیا گواہ شد نمبر ۲۔ معصوم احمد SY انڈونیشیا۔

مسل نمبر ۲۷۸۶۵ میں ناصر الدین ولد چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سینئر کوارٹر نمبر ۳ تحریک جدید ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱۲/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت عارضی کام مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ناصر الدین سینئر کوارٹر نمبر ۳ تحریک جدید ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ چوہدری مبارک مصلح الدین احمد والد موصی وصیت نمبر ۱۵۱۰۳۔ گواہ شد نمبر ۲ چوہدری شبیر احمد وصیت نمبر ۸۲۷۴۔

مسل نمبر ۲۷۸۶۶ و MRS AMAS HASANAH W/O MUHAYYAN پیشہ خانہ داری عمر ۳۹ سال بیعت ۱۹۶۳ ساکن LAMPUNG انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) ۱/۲ حصہ مکان برقبہ ۹۶ مربع میٹر مالیتی 500.000/- روپے (۲) زمین برقبہ ۵۰۰۰ مربع میٹر مالیتی 750.000/- روپے (۳) حق مہر 225.000/- روپے میزان 1475.000/- روپے اس وقت مجھے مبلغ 30.000/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ ہومیو لیڈی ڈاکٹر مسز شہناز اختر صاحبہ کئی دنوں سے دائیں آنکھ میں شدید تکلیف کی وجہ سے علیل ہیں۔

○ محترمہ بشریٰ منظور صاحبہ اہلیہ محمد لئیق احمد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ اپنے بچوں اور جملہ اہل خانہ کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

○ مکرم چوہدری احمد دین صاحب بعارضہ قلب بیمار ہیں اور وکٹوریہ ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم محمد سعید اشرف صاحب مغلپورہ لاہور پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم چوہدری منور احمد صاحب بغرض علاج جرمنی گئے ہیں وہاں ان کا بیٹا منصور احمد بھی بعارضہ فالج علیل ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحۂ ارتحال

○ محترمہ نور جہاں صاحبہ زوجہ چوہدری بشیر احمد امتیاز صاحب ماڈل ٹاؤن سیالکوٹ لمبی بیماری کے بعد ۲۸، دسمبر کو وفات پاگئیں۔ موصوفہ کی عمر ۵۲ سال تھی۔

○ محترمہ ذکیہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم وقار احمد صاحب بقضائے الٰہی مورخہ ۱۲، دسمبر ۱۹۹۰ء کو طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

ولادت

○ مکرم رانا نذیر احمد صاحب نثار آف ککی نو کو خدا تعالیٰ نے ۱۶، اکتوبر ۹۰ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جو خدا تعالےٰ کے فضل سے تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ بچے کا نام عبید الرحمٰن رکھا گیا ہے۔

○ مکرم فہیم احمد صاحب خادم مربی سلسلہ کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۲۹، نومبر ۹۰ء ایک بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ازراہِ شفقت عزیزہ کا نام روبینہ فہیم رکھا ہے۔ نومولودہ محترم شریف احمد صاحب پیر کوٹی زعیم انصار اللہ حافظ آباد کی پوتی اور محترم بشارت احمد صاحب دارالیمن وسطی ربوہ کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے۔

نمایاں کامیابی

○ عزیزم حسیب احمد ظفر ابن مکرم رمضان احمد صاحب ظفر نے امسال مڈل کے امتحان میں سکول میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ موصوف نے چھٹی کے بعد آٹھویں کا امتحان دیا تھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

اعلان نکاح

○ مکرم مظفر احمد قریشی صاحب ابن مکرم قریشی محمد اقبال صاحب (امیر جماعت سیالکوٹ) کا نکاح بہمراہ عزیزہ روبینہ اقبال بنت مکرم اقبال احمد سیٹھی صاحب ساکن جہلم سے بعوض حق مہر پچاس ہزار روپے مکرم مولانا دین محمد شاہد صاحب نے ۲۸، دسمبر کو بیت الحمد جہلم میں پڑھا۔ احباب رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی

○ ایک عدد سائیکل PECO ماڈل ۱۹۸۹ء مورخہ ۴، جنوری بروز جمعہ بیت اقصیٰ سے گم ہو گئی ہے۔ جس صاحب کو ملے وہ دفتر صدر عمومی میں پہنچا دیں۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام منظور بیگم کی بجائے راحیلہ ہارون الرشید رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اس نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

راحیلہ ہارون الرشید
مکان نمبر ۱۸/۷، دارالیمن وسطی ربوہ

کھیل اور کھلاڑی

مرتبہ ـــــ غلام مصطفےٰ تبسم

جونیئر ایشین سکواش چیمپئن شپ

پاکستان کی جونیئر سکواش ٹیم ۱۷، جنوری سے ۲۶، جنوری تک ہونے والی جونیئر ایشین سکواش چیمپئن شپ میں حصہ لے گی۔ یہ چیمپئن شپ سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں منعقد ہوگی۔ پاکستان سکواش ریکٹ فیڈریشن نے ۱۲ کھلاڑیوں کو ٹرائلز کے لئے طلب کیا ہے۔

بورس بیکر شکست کھا گئے

مغربی جرمنی کے عالمی شہرت یافتہ ٹینس سٹار بورس بیکر جو آج کل بھرپور فارم میں ہیں پیرس میں منعقدہ "پیرس اوپن ٹینس چیمپئن شپ" میں عالمی نمبر ایک سویڈن کے سٹیفن ایڈ برگ سے شکست کھا گئے۔ بورس بیکر نے یہ چیمپئن شپ ۱۹۸۶ء اور ۱۹۸۹ء میں جیتی تھی۔ اس سال وہ ایڈبرگ سے صرف ۳۵، منٹ کے مقابلے کے بعد ہار گئے تھے۔ یاد رہے کہ بورس بیکر اور ایڈبرگ کے درمیان پوائنٹس میں کچھ زیادہ فرق نہیں رہا۔ اگر بیکر یہ ٹورنامنٹ جیت جاتے تو وہ عالمی نمبر ایک کھلاڑی بن سکتے تھے۔ اس میچ میں شکست کی دوسری بڑی وجہ بورس بیکر کی ٹانگ میں درد کا ہونا بھی بتایا گیا ہے۔

کیوبن باکسنگ کوچ کی پاکستان آمد

پاکستانی باکسرز کی ٹریننگ کے لئے ایک کیوبن باکسر اسماعیل سلاس پاکستان پہنچ رہے ہیں۔ وہ پاکستانی باکسرز کو بارسلونا اولمپکس کے لئے تیار کرنے کی خاطر پاکستان آئے ہیں۔ پاکستان باکسنگ فیڈریشن نے اسماعیل سلاس سے دو سال کا معاہدہ کیا ہے۔

گراف کی شاندار کامیابی

عالمی نمبر ایک مغربی جرمنی کی ٹینس سٹار سٹیفی نے نیو انگلینڈ ٹینس ٹورنامنٹ میں عالمی نمبر چار کوئین آف ٹینس گیبریلا سباٹینی کو فائنل میں شکست دے کر ٹورنامنٹ میں کامیابی حاصل کی۔

نیوزی لینڈ کلاسیک سائیکل ریس

نیوزی لینڈ کے شہر آک لینڈ میں منعقدہ ۱۲، مراحل پر مشتمل (۶۹۰ میل) نیوزی لینڈ پوسٹ کلاسیک ریس میں امریکن ٹیم نے شاندار سائیکلنگ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیابی حاصل کی۔ "کورۃ لائٹ" نامی امریکن ٹیم کے "سٹیفن سارٹ" اور "آروز بریک" بالترتیب پہلے اور دوسرے نمبر پر آئے۔ یہ ریس ۸، دن جاری رہی۔

ورلڈ سیریز آف کرکٹ

نیوزی لینڈ کے کرکٹ بورڈ نے اس ماہ کے آخر میں آسٹریلیا میں ہونے والی ورلڈ سیریز کرکٹ کے لئے مارٹن کرو کو کپتان نامزد کیا ہے۔ ٹیم کے مینجر ریان ٹیلر ہوں گے جو کہ پاکستان کے دورے میں بھی ٹیم کے مینجر تھے۔ یاد رہے کہ پاکستان نے نیوزی لینڈ کو تین ٹیسٹوں اور تین ون ڈے میچوں میں شکست دی تھی۔

جونیئر عالمی بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں منعقدہ جونیئر عالمی بیڈمنٹن ٹورنامنٹ میں مردوں کے سنگلز مقابلے میں انڈونیشیا کے "ہنڈری دیاری" نے اپنے ہم وطن کھلاڑی آریانتو کو ۱۵/۱۱، ۱۵/۱۱ اور ۱۵/۱۱ سے شکست دی۔ خواتین کے سنگلز مقابلے میں انڈونیشیا کی "یوتی کارٹیکا" نے چین کی "لی جن" کو ۱۱/۳، ۱۱/۱ اور ۱۱/۴ سے ہرا دیا۔

ناظمین اطفال متوجہ ہوں

فہرست تجنید اور بجٹ جلد تیار کر کے مرکز میں ارسال کریں۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حُسنِ کارکردگی ناظمین اضلاع انصاراللہ

سال ۱۳۶۹ہش/۱۹۹۰ء میں ناظمین اضلاع مجالس انصاراللہ پاکستان میں حُسنِ کارکردگی کے لحاظ سے مندرجہ ذیل ناظمین اسناد خوشنودی کے حقدار پائے ۔ جن کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت منظور فرمائے اور فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

۱۔ نظامت ضلع کراچی اوّل ناظم ضلع مکرم نعیم احمد خاں صاحب
۲۔ " " لاہور دوم " طاہر احمد ملک صاحب
۳۔ " " چکوال سوم " " ملک عبدالعزیز صاحب

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان ربوہ)

بقیہ: ص۴ سے آگے

ظاہر کرتے تھے ۔ اور نہ فرقہ وارانہ انداز سے ایک دوسرے سے برد آزما ہوتے تھے ۔لیکن راجہ رام موہن رائے کی تحریک "برہمو سماج" اور بنکم چندر چیڑجی کے ناول "آنند مٹھ" اور بعد ازاں اسی طرز کی دوسری تحریکوں کے زیرِ اثر ہندوؤں میں قومی احیاء کی جو لہر پیدا ہوئی اس نے ان میں مسلمانوں سے مقابلہ میں زیادہ شاندار ماضی کے وارث ہونے کا خیال مستحکم کر دیا۔ مسلمانوں کے سیاسی اقتدار تک تو وہ خاموش رہے۔ لیکن جیسے ہی انگریز کے ہاتھوں مسلمان مغلوب ہوئے اور اُن کی سماجی و سیاسی حیثیت میں ضعف آگیا ۔ ہندوؤں کو اُن کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کا ہر طرح موقع مِل گیا ۔ چنانچہ ہر جگہ اور ہر موقع پر ہندو قومیت کا راگ الاپا گیا۔ مسلمانوں کی ثقافت کو حقیر اور ان کے عہدِ حکومت کو جابرانہ و ظالمانہ ٹھہرایا گیا۔ اُردو کے مقابلہ میں ایک نئی زبان "ہندی" کے نام سے سامنے لائی گئی ۔اور اُردو کو ہر اعتبار سے گردن زدنی قرار دیا گیا ۔ ہندی کے پرچار کے لئے جا بے جا طریقے اختیار کئے گئے ۔ جگہ جگہ سبھائیں اور انجمنیں قائم ہوئیں ۔ اُردو اور اُردو والوں کو مردود و ملعون ٹھہرایا گیا ۔ ہندوؤں کے اس رویہ نے آگے چل کر "ہندی اُردو تنازعہ" کی صورت میں ہندو مسلم سیاست میں ایک ایسی اہمیت حاصل کر لی کہ ہندی ہندوؤں کے لئے اور اُردو مسلمانوں کے لئے ایک طاقت اور قومی نشان (SYMBOL) بن گئی۔

(ہفت روزہ "لاہور" سے)

بقیہ: ص۶ سے آگے

فرمائی جائے ۔ الامتہ MRS AMAS HASANAH W/O MUHAYYAN MUHAYYAN انڈونیشیا ۔ گواہ شد نمبر۱ خاوند موصیہ ۔ گواہ شد نمبر۲ ۔ احمد منیر الدین ولد MOHAYYAN انڈونیشیا۔

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

(رجسٹرڈ)

مشہور دواخانہ

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد
• اٹھراء • سُوکھا • گرمی
• گیس کا علاج کرنیوالے

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۔ ۴۳۱

زیرِ نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں

• ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
• ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ۔
• لاہور : جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ
• چوک قلعہ کالر والہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ • کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

(خواتین کیلئے انتظام کے ساتھ)

خبریں

ملکی خبریں

○ حکومت پنجاب نے ضمنی انتخابات کے سلسلہ میں ۱۰ جنوری کو مقامی تعطیل کا اعلان کیا ہے ۔ یہ تعطیل جھنگ سرگودہا ۔ خوشاب ۔ فیصل آباد ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ سیالکوٹ ۔ اوکاڑہ ۔ خانیوال ۔ مظفر گڑھ راولپنڈی ۔ میانوالی ۔ راجن پور ۔ بہاولنگر اور لاہور کے اضلاع میں ہوگی۔

○ وزیرِ اعظم نے کہا ہے کہ وہ مُلک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے ۔ اور مالی مشکلات کے باوجود فوج کو جدید اسلحہ سے لیس کرتے رہیں گے۔

○ پنجاب میں عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدگی کا آغاز کر دیا گیا ہے ۔ جوڈیشل مجسٹریٹ کے طور پر تقرر کے لئے ۵۰ مجسٹریٹوں اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کی خدمات لاہور ہائی کورٹ کے سپرد کر دی گئی ہیں ۔ جوڈیشل مجسٹریٹ کے عہدہ کا نیا نام اسسٹنٹ سیشن جج ہوگا۔

○ چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم الدین نے کہا ہے کہ ضمنی انتخابات میں گنتی کے بعد ووٹوں کے اعداد و شمار تحریری طور پر پولنگ ایجنٹ کو دینے کی ہدایت جاری کر دی گئی ہے۔

○ دو مسلح طلباء نے فیصل آباد کے کچہری بازار کے ایک جنرل سٹور سے ایک لڑکے کو اغوا کر لیا ۔ اس واقعہ کے خلاف کچہری بازار کے دوکان داروں نے ہڑتال کر کے ٹریفک بند کر دی ۔

○ قصاص اور دیت کے ترمیمی آرڈیننس کی رو سے جرم قتل خطا بوجہ غفلت و لاپرواہی ڈرائیونگ کو قابلِ ضمانت قرار دے دیا گیا ہے ۔ اور دیت کی ادائیگی بیمہ کمپنیاں متوفی کے ورثا کو ادا کرنے کی دفعہ دار ٹھہرائی گئی ہیں ۔

○ پنجاب میں بجلی کے بعد سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ بھی شروع کر دی گئی ہے صوبائی دارالحکومت میں گھریلو صارفین مختلف اوقات میں سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ کی بدولت شدید پریشانی کا شکار ہو گئے ہیں ۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ اور عراق کے وزراءِ خارجہ آج جنیوا میں ملاقات کر رہے ہیں ۔ مبصرین کے مطابق خلیج میں ایک ہولناک جنگ سے بچنے کا یہ آخری موقعہ ہے ۔

○ عراق کے چار فوجی ہیلی کاپٹر سعودی عرب میں اُتر گئے ۔ اطلاع کے مطابق اس سے پہلے بھی کئی عراقی فوجی سعودی عرب میں پناہ لے چکے ہیں ۔ سوموار کو عراقی فضائیہ کے چھ ہیلی کاپٹر بھاگ کر سعودی عرب آرہے تھے ان میں سے دو ایندھن کی کمی کی وجہ سے گر کر تباہ ہو گئے ۔

○ ایک اطلاع کے مطابق عراق اور تنظیم آزادی فلسطین نے فرانس سے کہا ہے کہ وہ سلامتی کونسل کی مقررہ کردہ ڈیڈ لائن ۱۵ جنوری میں توسیع کرانے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں ۔

○ ہیٹی میں جلاوطن ڈکٹیٹر جیمز لاوڈز کے دھڑے کے لیڈر روجر لافونٹین نے صدارتی محل کے قریب دو گھنٹے کی لڑائی کے بعد اقتدار پر قبضہ کر لیا اور صدر پاسکل کو گرفتار کر لیا ۔ لڑائی میں تیس افراد مارے گئے ۔ بعد کی ایک اطلاع کے مطابق سرکاری فوجوں نے بغاوت کو ناکام بنا دیا ہے ۔

○ روسی چھاپہ مار دستے بالٹک کی ریاستوں میں بھجوا دئے گئے ہیں جہاں وہ فوج میں جبری بھرتی کے قانون پر عمل درآمد کروائیں گے ۔

○ بھارت کے شہر احمد آباد میں تازہ ترین فرقہ وارانہ فسادات میں ۳ افراد ہلاک اور ۱۴ زخمی ہو گئے ۔